دیگر مذاہب کی تعلیم اتنی واضح نہیں جتنی اسلام نے واضح اور روشن تعلیم دی ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹؍اپریل ۱۹۷۴ء بمقام مسجد نور راولپنڈی)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

گرمی مجھے تکلیف دیتی ہے۔ اس لئے پہلے تو میرا خیال تھا کہ میں یہاں جمعہ کی نماز پڑھانے کے لئے بھی شاید نہ آسکوں لیکن آپ کی محبت کی گرمی زیادہ ہوگئی اور میں موسمی گرمی کے باوجود یہاں آپ کو سلام کہنے، آپ کے لئے دُعائیں کرنے اور اسلامی تعلیم کے بعض حسین پہلوؤں کو آپ پر اجاگر کرنے کے لئے آ گیا ہوں۔

ہمارے زمانہ میں بد مذہب اور لا مذہب لوگوں کی طرف سے مذہب پر ایک یہ اعتراض بھی کیا گیا ہے کہ مذہب افیون کی خاصیت رکھتا ہے اور یہ انسان کو بے حس اور بے عمل بنا دیتا ہے۔ Heavens (یہ مختلف زبانوں کا محاورہ ہے جسے دہریہ استعمال کرتے ہیں۔ وہ اللہ کا لفظ استعمال نہیں کرتے کیونکہ وہ اس پر ایمان نہیں رکھتے اس لئے وہ کہہ دیتے ہیں Heavens) ہمیں کیا دیتی ہیں۔ انسان جو کچھ حاصل کرتا ہے وہ اپنی کوشش اور اپنی محنت اور اپنے عزم کے ذریعہ حاصل کرتا ہے۔

جہاں تک اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب کا تعلق ہے، اس مسئلہ کے بارہ میں اُن کی تعلیم اتنی واضح اور روشن نہیں جتنی اسلام نے واضح اور روشن تعلیم دی ہے اس لئے ہوسکتا ہے کہ دوسرے مذاہب کی تعلیم کو دیکھ کر دہریہ دماغ میں یہ بات آئی ہو کہ انسان کو خدا تعالیٰ کی طرف

سے تو کچھ نہیں ملتا جو کچھ ملتا ہے وہ انسان کی اپنی کوشش کے نتیجہ میں ملتا ہے۔ غرض مذہب کے خلاف جو پروپیگنڈا کیا جارہا ہے اور ایک شور مچایا جارہا ہے کہ مذہب تو محض ایک افیون ہے۔ انسان جو کچھ حاصل کرتا ہے وہ اس کی اپنی کوششوں کا مرہون منت ہے اور اس بارہ میں اسلام نے ہمیں جو تعلیم دی ہے اور جو حضرت مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تفسیر قرآن کے ذریعہ ہمیں حاصل ہوتی ہے اُسے میں اس وقت مختصراً بیان کروں گا۔

اس تعلیم کا ایک حصہ وہ ہے جس کا کسی دوسرے مذہب نے ذکر نہیں کیا کم ازکم میرے علم میں نہیں کہ کوئی انسانی دماغ وہاں تک پہنچا ہو۔ بعض دفعہ لوگ تفاصیل میں گئے بغیر اسلامی تعلیم سے ملتی جلتی باتیں کہہ دیتے ہیں لیکن جو حصہ میں ابھی بیان کروں گا وہ میں نے کسی ''اِزم'' میں نہیں دیکھا۔ اسے میں نے نہ کمیونزم میں دیکھا نہ چینی سوشلزم میں دیکھا اور نہ کیپیٹلزم میں دیکھا ہے حالانکہ ایک وقت میں سرمایہ دارانہ نظام بڑی بلندی پر پہنچا ہوا تھا۔ اس نظام نے بڑے بڑے فلاسفر پیدا کئے جنہوں نے میٹا فزکس (Metaphisics) یعنی مابعدالطبیعیات پر بھی فلسفیانہ کُتب لکھیں اور اخلاقیات پر بھی بظاہر بڑے گہرے مضامین بیان کئے۔ ہم نے ان مختلف نظریات رکھنے والے لوگوں کی کتابوں کا مطالعہ کیا ان پر غور کیا اور بالآخر ہم اس نتیجہ پر پہنچے کہ جو تعلیم ہمیں اسلام نے دی ہے اور انسان کے ہاتھ میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ جو شریعت پہنچائی گئی ہے وہ ان حسین کوششوں اور زاویوں کو بھی نمایاں کرتی ہے جو انسانی عقل سے پوشیدہ رہتے ہیں اور انسان کا دماغ وہاں تک پہنچ ہی نہیں سکتا مگر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بڑی وضاحت سے یہ تعلیم بیان کی ہے اور احادیث میں اس کی تفسیر بیان ہوئی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کھول کر یہ چیزیں ہمارے سامنے رکھی ہیں۔ میں اُن کو مختصراً بیان کرنے کی کوشش کروں گا۔

اسلام نے پہلی بات ہمیں یہ بتائی ہے کہ اس یونیورس (Universe) اس عالمین کی ہر چیز بلا استثنیٰ انسان کی خدمت کیلئے اور اُسے فائدہ پہنچانے کیلئے پیدا کی گئی ہے۔ آج سے چودہ سوسال پہلے جب کہ چاند سے فائدہ حاصل کرنے کا تخیل بھی انسان کے ذہن میں نہیں آیا تھا، قرآن کریم نے یہ اعلان کیا:

اَلَمۡ تَرَوۡا اَنَّ اللّٰہَ سَخَّرَ لَکُمۡ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ
(لقمان : ۲۱)

اور ایک دوسری جگہ فرمایا

وَ سَخَّرَ لَکُمۡ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا مِّنۡہُ (الجاثیۃ:۱۴)

کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی ہر چیز کو تمہارے لئے مسخر کیا ہے۔ اس کائنات کی ہر چیز تمہارے فائدہ کے لئے بنائی گئی ہے اور اُسے تمہاری خدمت پر لگا دیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں اسلام نے ہمیں ایک بہت ہی عظیم اور بڑی ہی حسین بات یہ بتائی ہے کہ اس کائنات کی ہر چیز کے فوائد غیر محدود ہیں۔ میں نے یہ کہیں نہیں پڑھا کہ کسی شخص نے اس مسئلہ پر اس رنگ میں روشنی ڈالی ہو۔ اسلام کے مقابلہ پر کوئی انسان کسی مقام پر کسی زمانہ میں کھڑے ہو کر یہ دعویٰ نہیں کرسکتا۔ اگر کوئی بیوقوف یہ دعویٰ کرے تو ہم اس کو جھٹلانے کے لئے کافی ہیں۔ مثلاً کوئی یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ چیونٹی کے پاؤں کی جو خاصیتیں ہیں یا اللہ تعالیٰ کی صفات کے جو جلوے چیونٹی کے پاؤں کی خلق کے ذریعہ ظاہر ہوئے ہیں وہ گنے جا سکتے ہیں یا ہم نے گن لئے ہیں اور اب اور کوئی خاصیت باقی نہیں رہی۔ میں تو کسی خاص فن کا ماہر نہیں ہوں اور نہ سپیشلسٹ ہوں کسی مضمون کا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے علم حاصل کرنے کا شوق عطا فرمایا ہے اور آنکھیں کھلی رکھنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ آنکھوں سے مشاہدہ بھی کیا ہے اور لوگوں کے مشاہدات کو بھی پڑھا ہے۔ چنانچہ دیکھنے میں یہ آیا کہ ایک وقت میں تجزیہ کرنے والوں نے کہا کہ افیون میں ۱۸ ست ہیں اور بس۔ اور پھر اور آگے آئے اور کہا ہم نے کچھ اور ست نکال لئے ہیں۔ میرا خیال ہے اب تک ۳۵۔۴۰ یا شاید اس سے بھی آگے نکل گئے ہیں۔ جب میں کالج میں پڑھتا تھا تو اس وقت میں نے ایک مضمون میں پڑھا تھا کہ افیون کے ۱۸ یا ۲۰ ست معلوم ہوئے ہیں مگر پھر اور ست نکلتے چلے گئے۔

اسی طرح عورتوں کا اپنے بچوں کو دودھ پلانے کا مسئلہ ہے۔ انسان نے ایک وقت میں یہ کہہ دیا کہ اس کے بڑے فائدے ہیں دوسرے وقت میں کہہ دیا اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ جب کہا ماں کا دودھ پلانے کے فائدے ہیں یا جس نے کہا فائدے ہیں تو اس نے گویا

قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق کہا کیونکہ دودھ بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اور ہر چیز میں اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے فائدہ رکھا ہے اسلئے ظاہر ہے کہ ماں کی چھاتیوں کے دودھ میں بچے کے لئے فائدہ ہے۔ مگر جب اس دودھ کو بے فائدہ قرار دے کر عورتوں کی ایک یا دو نسلوں کی صحتیں اپنی تھیوریز اور اصول بیان کر کے اور اُن پر عمل کروا کر خراب کر دیں تو پھر انسان نے بڑے آرام سے یہ کہہ دیا کہ اوہ ہو! ہم سے غلطی ہوگئی تھی۔ اب تو ہماری نئی ریسرچ یہ ہے کہ اگر ماں بچے کو دودھ نہ پلائے گی تو نہ بچہ صحتمند ہوگا اور نہ زچگی کے بعد ماں کی صحت عود کرے گی۔ اور یہ سب کچھ اس انداز میں کہا کہ گویا انسان نے ہلاکت کا کوئی کام ہی نہ کیا تھا۔

میں پہلے بھی کئی دفعہ بتا چکا ہوں کہ قرآن کریم نے جو فیملی پلاننگ (خاندانی منصوبہ بندی) کی ہے اس کی اپروچ (Approach) اور طریق تعلیم آجکل کے سائنسدانوں، ڈاکٹروں اور سیاستدانوں سے بالکل مختلف ہے۔ قرآن کریم کہتا ہے کہ جو شخص اپنے بچے کی رضاعت کو مکمل کروانا چاہتا ہے اس کو چاہیئے کہ دو سال تک بچے کو ماں کا دودھ پلائے اور دودھ پلانے کے زمانہ میں عورت کو حمل نہیں ہونا چاہیئے۔ اس طرح دو بچوں کے درمیان قریباً ۳ سال کا وقفہ پڑ جاتا ہے۔ اب کل ہی ایک دوست ملنے کے لئے آئے تو انہوں نے ایک کتاب کا ذکر کیا جو حال ہی میں چھپی ہے اور جس میں بتایا گیا ہے کہ بچے کی نوے فیصد سے زیادہ ذہنی طاقتیں دو سال کے اندر بتدریج ترقی کر رہی ہوتی ہیں گویا نوے فیصد سے زیادہ ذہنی طاقت پہلے دو سال کے اندر نشوونما پاتی ہے اور یہی وہ زمانہ ہے جسے قرآن کریم نے رضاعت کا زمانہ قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ ماں بچے کو دو سال تک دودھ پلائے۔ دودھ ویسے بھی بڑی اچھی غذا ہے لیکن ماں کا دودھ بچے کی نشوونما کے لئے بہترین غذا ہے مگر ایک وقت میں ڈاکٹروں نے کہہ دیا کہ اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس طرح ماں بھی بیمار ہو جائے گی اور بچے کو بھی فائدہ نہ ہوگا۔ جب دیکھا کہ اس طرح عورتوں کی صحت تباہ ہو رہی ہے تو پھر کہہ دیا کہ اس میں فائدہ ہے اور پھر اب حال ہی میں یہ کہہ دیا کہ بچے کے نوے فیصد سے زیادہ ذہنی قویٰ دو سال کے اندر نشوونما پاتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ دو سال تک اس کو بہترین غذا ملنی

چاہیئے تا کہ اس کے دماغ کی بہترین نشوونما ہو اور بہترین غذا ماں کا دودھ ہے۔

پس قرآن کریم کی تعلیم پر لوگوں نے اعتراض شروع کر دیئے پھر وہ اعتراض واپس لے لئے۔ پھر خود ہی ریسرچ کی اور قرآن کریم نے جو پُر حکمت تعلیم دی تھی اسکی تائید میں باتیں کرنی شروع کر دیں۔

جیسا کہ میں بتا چکا ہوں قرآن کریم نے ہمیں صرف یہ نہیں کہا کہ اس کائنات کی ہر چیز انسان کی خدمت پر لگا دی گئی ہے یعنی ہر چیز انسان کے فائدہ کیلئے پیدا کی گئی ہے بلکہ یہ بھی کہا ہے کہ ہر مخلوق میں انسان کیلئے بے شمار فائدے رکھے گئے ہیں (بے شمار کا مطلب یہ ہے کہ ہم اس کا شمار نہیں کر سکتے ورنہ ہر مخلوق محدود ہے) اور یہ دلیل ہے اس بات کی کہ اسلامی تعلیم بہت عظیم ہے اس پر کوئی جتنا زیادہ غور کرتا ہے اس پر اس کی عظمت اور زیادہ کھلتی چلی جاتی ہے۔

دوسرے ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ اس عالمین کی ہر چیز کے اندر جو فائدے ہیں اُن میں وسعت پیدا ہوتی چلی جاتی ہے مثلاً گندم کا دانہ اپنے اندر جو خواص آج رکھتا ہے وہ پانچ ہزار سال پہلے نہیں رکھتا تھا۔ گو اس کے حق میں بہت سے دلائل دیئے جا سکتے ہیں لیکن ایک موٹی دلیل دینا بہتر ہوگا اور وہ یہ ہے کہ سائنسدان کہتے ہیں کہ ستاروں کی روشنی کی جو شعاعیں زمین تک پہنچتی ہیں وہ ہماری فصلوں پر اثر انداز ہوتی ہیں اور یہ علم اب عام ہو گیا ہے میرے خیال میں بچے بھی اسے جانتے ہیں۔ پھر سائنسدان یہ بھی کہتے ہیں کہ نئے سے نئے ستاروں کی شعاعوں کا اضافہ ہو رہا ہے۔ بعض ایسے ستارے ہیں جو اتنے فاصلہ پر ہیں کہ ہزاروں سال پہلے پیدا ہونے کے باوجود آج پہلی بار اُن کی روشنی زمین تک پہنچی ہے۔ سینکڑوں ہزاروں ستارے ایسے ہیں جن کی شعاعیں پچھلے پانچ دس سال میں زمین تک پہنچی ہیں۔ ہم اُن کا حساب نہیں رکھ سکتے۔ اگر ستاروں کی شعاعوں کا اثر ہماری فصلوں پر پڑتا ہے اگر ستاروں کی شعاعوں میں زیادتی ہو رہی ہے تو ظاہر ہے خواص اشیاء میں بھی زیادتی ہو رہی ہے۔ چنانچہ فصلوں کو لے لیں تو ظاہر ہوتا ہے کہ آج کی گندم پانچ ہزار سال پہلے کی گندم سے مختلف ہے یہی حال دوسری فصلوں کا ہے۔ اس دنیا کی ہر مخلوق پر اللہ تعالیٰ کی صفات کے نئے سے نئے جلوے ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ انسان کے جسم پر بھی ظاہر ہوتے ہیں۔ چنانچہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام نے فرمایا ہے کہ انسان اپنی نالائقیوں اور بے احتیاطیوں کی وجہ سے اپنے جسم کو ایسا بنا لیتا ہے کہ جسم کے اجزا دوائی کے اثرات کو قبول کرنے کے قابل نہیں رہتے۔ آپ نے فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں دوائی کا اثر معجزانہ طور پر کیسے ظاہر ہوتا ہے۔ وہ کہتے ہیں ڈاکٹر کہہ رہا ہے کہ میں ۲۰ دن سے دوائیاں دے رہا ہوں اور کوئی اثر نہیں ہو رہا کیونکہ دوا کے اثر کو قبول کرنے کے لئے جسم تیار نہیں ہوتا اور اس طرح گویا دلوں میں بڑی مایوسی پیدا ہو جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں جب ڈاکٹر کے دل میں بھی مایوسی پیدا ہو چکی ہوتی ہے تو مریض کے جسم کے اجزاء پر اللہ تعالیٰ کا حکم نازل ہوتا ہے کہ دوائی کے اثر کو قبول کریں تو مریض کو صحت مل جاتی ہے کیونکہ دوا بھی تو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے اور انسان کے فائدہ کیلئے پیدا کی ہے اس لئے جب جسم کے اجزاء دوائی کے اثر کو قبول کرنا شروع کر دیتے ہیں تو مریض اور اس کے رشتہ داروں اور ڈاکٹروں کے دل میں جو مایوسی پیدا ہوئی ہوتی ہے وہ دور ہو جاتی ہے اور بیمار اچھا ہو جاتا ہے۔

پس اسلام نے ہمیں ایک تو یہ تعلیم دی کہ اس یونیورس کی ہر چیز انسان کی خدمت پر لگی ہوئی ہے۔ اس عالمین کی ہر چیز انسان کے فائدہ کیلئے پیدا کی گئی ہے اور دوسرے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے اندر جو خواص ہیں وہ تمہارے شمار میں نہیں آ سکتے۔ تم کسی جگہ یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہم نے جو کچھ حاصل کرنا تھا وہ کر لیا اور اب کچھ باقی نہیں رہا مثلاً یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ گندم کے خواص سے یا آدم کے خواص سے یا گوشت کے خواص سے سب کچھ حاصل کر لیا ہے اگر کوئی یہ دعویٰ کرتا ہے تو وہ جھوٹ بولتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں اپنی صفات کے جلووں کے ذریعہ بے شمار خواص پیدا کر دیئے ہیں۔

تیسرے میں نے یہ بتایا ہے کہ جب تک انسان کوشش کرتا رہے گا مثلاً اگلے دو کروڑ سال تک بھی ہر روز نئی سے نئی چیز اور اس میں ایک نئے سے نیا خاصہ دریافت ہوتا رہے گا پس اگلے دو کروڑ سال تو کیا ان گنت سالوں تک خدا تعالیٰ کی مخلوق کے خواص معلوم ہوتے رہیں گے۔ اشیاء میں آج جو خواص پائے جاتے ہیں وہ محدود بھی ہوں تب بھی اللہ تعالیٰ کی صفات کے نئے سے نئے جلوے ظاہر ہوتے رہتے ہیں یہ ختم نہیں ہو سکتے۔ ہمیشہ نئی سے نئی مخلوق خدا

کے بندوں کی خدمت کے لئے تیار ہوتی رہتی ہے۔ پس اسلام نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے اور اس بات کو اچھی طرح بتا کر ذہنوں میں بٹھایا ہے کہ اس کائنات کی ہر چیز انسان کے فائدہ کیلئے پیدا کی گئی ہے۔ اس سے فائدہ حاصل کرنا انسان کی اپنی کوشش پر منحصر ہے۔ کوشش کے ساتھ ساتھ اسلام نے دعا کرنے پر بھی زور دیا اور یہ دعا سکھادی رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً (البقرہ:۲۰۲) اس دعا میں صرف یہی نہیں کہا کہ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً بلکہ آخرت کی بھلائی کے ساتھ ساتھ دنیا کی بھلائی چاہنے کی بھی دعا سکھلا دی۔ ظاہر ہے دُنیا کی حسنات ہم نے دنیوی مخلوقات سے حاصل کرنی ہیں۔ انہی سے فائدہ اٹھا کر اپنی آخرت سنوارنی ہے۔ اس لئے اسلام نے یہ اعلان کیا کہ مذہب افیون نہیں ہے۔ وہ شخص بڑا بیوقوف ہے جو یہ کہتا ہے کہ مذہب اسلام بھی افیون کا کام دیتا ہے۔ اسلام نے تو یہ کہا ہے کہ دنیا کی ہر چیز انسان کے فائدہ کے لئے پیدا کی گئی ہے اور انسان کی خدمت پر لگا رکھی ہے لیکن خدا تعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق کہ لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى (النجم:۴۰) کی رو سے انسان کو اتنا فائدہ ملے گا جتنا وہ اسکے لئے کوشش کرے گا۔ تب سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى (النجم:۴۱) کی رو سے اور عام قانون کے مطابق کوشش نتیجہ خیز ہوگی۔ انسان کو محنت کا پھل مل جائے گا ایک شخص مثلاً ہزار یونٹ کوشش کرتا ہے اس کو ہزار یونٹ کا پھل مل جاتا ہے۔ میں عام تقدیر کے مطابق بات کر رہا ہوں جو اس دُنیا میں کارفرما ہے خاص تقدیریں جن کو ہم معجزات کہتے ہیں اُن کے متعلق میں بات نہیں کر رہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ افیون کھا کر سو نہ جانا اور تقدیر کا یہ مطلب نہ لینا کہ ہمیں کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر تم نے اپنی جھولیاں اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ مخلوق سے فائدہ اُٹھا کر بھرنی ہیں تو تمہاری جھولیاں تبھی بھریں گی جب تم اس کے لئے محنت، کوشش اور مجاہدہ کرو گے۔ محنت نہیں کرو گے تو تمہیں کچھ نہیں ملے گا۔

پس یہ مذہب جو اتنی عظیم اور حسین تعلیم دیتا ہے وہ افیون کیسے بن گیا۔ یہ تو ہمیں ہر آن خدا کی باتیں یاد دلاتا ہے۔ یہ تو ہمیں ہر صبح جھنجھوڑتا ہے کہ تمہارے کام کے اوقات آ گئے۔ یہ تو ہر لحظہ لوگوں کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ انہیں خدا تعالیٰ کی مخلوق سے صرف وہی فوائد حاصل ہوں گے جن کے لئے وہ کوشش کریں گے۔ قرآن کریم نے چونکہ بدی کو بھی روکنا تھا اس لئے یہ بھی

کہا کہ جو کوشش کروگے اس کے مطابق تمہیں اجر ملے گا لیکن ساتھ یہ بھی کہا کہ تمہاری کوششوں کے دو راستے ہیں جو تم پر کھولے گئے ہیں۔ایک وہ سیدھی راہ ہے جسے صراط مستقیم کہا گیا ہے جو نیکی کی راہ ہے اور جو بھلائی کی راہ ہے اور جو صلاح کی راہ ہے اور جو خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کی رضا کے حصول کی راہ ہے۔فرمایا تمہاری طرف سے کوشش ضرور ہونی چاہیئے لیکن یہ کوشش صراط مستقیم پر ہونی چاہیئے ۔ یہ کوشش صحیح راستے پر ہونی چاہیئے ۔ایک دوسرا راستہ بھی تمہارے لئے کھولا گیا ہے اور وہ خدا تعالیٰ کے غضب کی راہ ہے وہ **مغضوب علیھم** کی راہ ہے ۔اس کو اختیار نہ کرنا ورنہ تمہیں جہنم ملے گی ۔اگر صراط مستقیم پر چلو گے تو تمہاری کوشش کا نتیجہ تمہیں ملے گا اور ساتھ جنت بھی ملے گی کیونکہ سیدھی راہ اختیار کرنے والوں کے لئے دوسری دنیا کی بھلائی بھی مقدر ہے۔

دراصل مذہب پر اعتراض کرنے والے لوگوں میں ایک کمزوری یہ پائی جاتی ہے کہ وہ صراط مستقیم اور راہ ضلالت میں فرق اور تمیز کرنے کے قابل نہیں ہوتے مثلاً ایک شخص ہے جو اپنے کھیتوں میں جا کر دن رات محنت کرتا ہے اور ساتھ دعائیں بھی کرتا ہے اور اس طرح اس کو بہت اچھی فصل میسر آتی ہے اس کو ایک ایکڑ میں سے دو ہزار کی پیداوار ہوتی ہے(ویسے دنیا میں پانچ پانچ اور سات سات ہزار فی ایکڑ کمانے والے لوگ بھی ہیں) خرچ کرنے کے بعد اسے ۳۔۴ ہزار روپیہ بچ جاتا ہے۔اس نے صراط مستقیم پر چل کر یعنی جائز ذرائع سے محنت کر کے یہ دولت کمائی۔ زمین اس کے لئے پیدا کی گئی تھی ۔اُس نے اس کے خواص مثلاً یہ کہ وہ گندم بھی پیدا کرسکتی ہے اس نے زمین کے اس خاصہ سے فائدہ اُٹھایا۔اُس نے خدا کا شکر ادا کیا اور بڑی الحمد پڑھی۔خدا تعالیٰ نے اس کو ایک اور سبق دینا تھا رات کو چور آیا اور وہ اسکی جمع شدہ پونجی چرا کر لے گیا۔اب ایک ماہ پہلے چار ہزار روپے کی رقم جو زمیندار کے پاس تھی وہ چور کے پاس چلی گئی اور چور اس کا مالک بن گیا۔مگر ان دو ملکیتوں میں فرق کرنا پڑتا ہے۔ چور کی کوشش جہنم کی طرف لے جانے والی کوشش ہے یعنی چوری کے ذریعے مال کو حاصل کرلیا یا رشوت کے ذریعہ حاصل کیا یا کرپشن (Corruption) کے ذریعے حاصل کرلیا یا ذہنی بددیانتی کے ذریعہ حاصل کرلیا غرض ہزار قسم کی غلط راہیں ہیں جن پر انسان بہک جاتا ہے اور اپنی جہالت سے اُن

کو اختیار کر لیتا ہے لیکن اسلام نے ہمیں یہ کہا کہ ہر چیز انسان کے فائدہ کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ ہر چیز میں بے شمار خاصیتیں رکھی گئی ہیں۔ گویا اس کائنات کی ہر چیز انسان کی خدمت پر لگادی گئی ہے۔ مگر یہ پکے ہوئے پھل کی طرح کسی آدمی کی گود میں آکر نہیں گرے گی پکا ہوا پھل بھی گود میں نہیں گرتا اس کے لئے بھی بسا اوقات درخت پر چڑھنا پڑتا ہے۔ اُسے حاصل کرنے کے لئے کوشش کرنی پڑتی ہے۔ اس لئے فرمایا تم جتنی کوشش کرو گے اس کے مطابق اشیاء سے خدمت لے لو گے لیکن ساتھ ہمیں یہ بھی کہہ دیا (ہمارا رب بڑا پیار کرنے والا ہے) کہ میری مخلوق سے خدمت تم لے سکتے ہو صحیح ذریعہ سے بھی اور خدمت تم لے سکتے ہو غلط ذرائع کو اختیار کر کے بھی۔ فرمایا غلط ذرائع کو اختیار نہ کرنا۔ جو جائز اور ٹھیک ذرائع ہیں جن کو اپنی اصطلاح میں صراط مستقیم کہا جاتا ہے اُن کو اختیار کر کے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو حاصل کرو گے تو کس نتیجہ پر پہنچو گے۔ اس نتیجہ پر پہنچو گے کہ اَسۡبَغَ عَلَيۡكُمۡ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّ بَاطِنَةً (لقمان:۲۱) اللہ تعالیٰ نے اس عالمین کی ہر چیز کو تمہاری خدمت پر لگا دیا اور تمہارے اندر طاقتیں پیدا کیں کہ تم اس کی مخلوق سے فائدہ حاصل کر سکو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی شریعت میں صراط مستقیم کو کھول کر بیان کر دیا اور تمہیں اس قابل بنا دیا کہ نہ صرف یہ کہ تم بے شمار نعمتوں کے وارث بنو بلکہ اس مقام تک بھی پہنچو کہ اَسۡبَغَ عَلَيۡكُمۡ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّ بَاطِنَةً دنیا میں یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے۔ کسی انسان نے اپنی وِل پاور (Will Power) اور خدا تعالیٰ کی مدد کے بغیر حاصل نہیں کیا۔ پس خدا تعالیٰ کی یہ بے شمار نعمتیں اس بات کی متقاضی ہیں کہ ہم خدا کے شکر گذار بندے بن کر اپنی زندگیاں گذاریں اور خدا تعالیٰ کے مزید فضلوں کے وارث بنیں خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

(از رجسٹر خطبات ناصر غیر مطبوعہ)

❀❀❀